OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:5, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI: 10.36476/JIRS.5:2.12.2020.05, PP: 69-85

درآمدات وبرآمدات کا اسلامی منہاج: حضرت عمر فاروقؓ کی بصیرت کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

Islamic Approach towards Import and Export: A Research Analysis in the Context of Umar's (RA) Vision

Kaleem Ullah
Lecture, Department of Islamic Studies,
Lakki University, Lakki Marwat
Dr. Irfan Ullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Research
University of Science & Technology, Bannu

Version of Record Online/Print: 01-12-2020
Accepted: 01-11-2020
Received: 31-07-2020

Abstract

International trade relations are a branch of economics that deals with trade between countries. It covers exports and imports of goods and services. Besides, international treaties and their International institutions are also analyzed. Also, the measure of the development of any country is that there should be high imports and exports. In various respects, a large part of the foreign exchange that we collect throughout the year is spent on importing various goods from other countries. That is why our economy cannot grow as fast as it should. One of the reasons why our foreign exchange reserves have not increased significantly is the gap between imports and exports. As far as the United States, the United Kingdom, and Europe are concerned, we have a trade deficit with many countries in the region because we order more and export less. In this way, bilateral trade is beneficial for them, but not for us. As the field of international economic relations is getting wider and wider day by day and its importance is increasing, the more the country develops, the more it evolves. The level of international economic relations at that time was not as high as they were in the time of Hazrat Omar. The trade reserves did not pass close to the status of the exchange. But the knowledge of international economic relations on Islamic Minhaj. In terms of age, Hazrat Omar's economic knowledge and insight were much higher than the people of that time. The rules and regulations that you have laid down for him. At every age, every country and every person strives to gain benefits and gains through international economic relations and to avoid difficulties and losses. So, in this article, the light of the thoughts and insights of the Islamic Minhaj Hazrat Umar RA on international trade will be presenting a research review.

Keywords: *Hazrat Umar (R.A), Import, Export, Goods, Islamic Minhaj*

CC BY

بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کی اہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: (وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا) [1]۔ زمین کی تخلیق سے متعلق آیت کے اس قطعہ کی تفسیر میں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ہر شہر میں کچھ خاص ایسے تجارتی سامان، درخت، پھل اور دوسرے منافع و سامان پیدا کئے ہیں جو دوسرے شہروں میں نہیں ہوتے تاکہ ایک دوسرے سے تجارت اور اسفار کے ذریعے حاصل کئے جاسکیں۔"[2]

یہی وہ مبادلہ کی اشیاء ہیں جن کی عالمی سطح پر ضرورت محسوس کی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ انسانی حاجات پوری کی جاسکیں اور منافع کا مبادلہ ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں انسانی حاجات پوری کرنے کے لئے کافی وسائل پیدافرمائے ہیں بشرطیکہ اس میں رشد اور صلاح کا منہج اختیار کیا جائے ورنہ وہاں عجز اور قصور آتا ہے جو انسانی سلوک کی طرف راجع ہوتا ہے۔

ملکی سطح پر ہر ملک میں بعض وسائل کی کمی محسوس ہوتی ہے کیوں کہ بعض وسائل کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں اور بعض بقدر کفایت پائے جاتے ہیں لہٰذا بین الاقوامی سطح پر ان کے تبادلے کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے۔ اقوامِ عالم میں بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کی بے حد اہمیت ہے کیونکہ کوئی بھی ملک ہر چیز کی اتنی پیداوار پیدا نہیں کرسکتا کہ ان کے شہریوں کے ضروریات کے لئے کافی ہوں نیز دوسرے ممالک کے ساتھ تجارت کا مثبت اثر ان کے وسائل پر پڑتا ہے اور قوموں کے پاس جن اشیاء کی کمی ہو، خواہ خدمات کی صورت میں ہو یا سامان کی صورت میں ہو، ان تمام کو اپنے ملک میں لانے کی سعی اور کوشش کی جاتی ہے۔

تحقیق کا بنیادی سوال

1. بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں کیا طریقہ کار اختیار کیا تھا؟
2. حضرت عمر فاروقؓ کی پالیسیوں سے کون سے ایسے قواعد و ضوابط اخذ ہوتے ہیں جو اسلامی ریاست کی امتیازی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک جدید اسلامی وفلاحی ریاست کی تعمیر و تشکیل کا حل دریافت کرسکیں؟

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

مسلمانوں نے جس محبت اور جانفشانی سے تاریخ اسلام خصوصا سیرت نبوی اور خلافت راشدہ کی تاریخ کو نا صرف محفوظ کیا بلکہ ان کا تحقیقی جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ ماضی قریب میں محققین نے حضرت عمرؓ کے حوالے سے جو بنیادی کام پیش کیا ہے، ان میں فصل الخطاب فی سیرۃ عمر بن الخطاب از علی محمد الصلابی،[3] عبقریۃ عمر از عباس محمود العقاد،[4] الفاروق القائد از محمود شیث خطاب،[5] موسوعۃ فقہ عمر بن الخطاب از محمد رواس قلعہ جی،[6] الفاروق العمر از محمد حسین ھیکل،[7] الیرموک والفتح العمری الاسلامی للقدس از سہیل زکار[8] اور الفاروق از مولانا شبلی نعمانی[9] جیسی اہم تالیفات اس حوالے سے موجود ہیں۔

زیر نظر مقالہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں بین الاقوامی اقتصادی تعلقات (درآمدات وبرآمدات) کے متعلق حضرت عمرؓ کی بصیرت، جس کی وجہ سے عرب قدیم انسانی دنیا کے ترقی یافتہ قوم بن کر ابھرے، کا جائزہ اصل مآخذ سے پیش کیا گیا ہے اور ان کے کے مطالعہ سے ایسے اصول منضبط کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کی روشنی میں اقتصادی معاملات کو اسلامی اور فلاحی بنیاد فراہم کی جاسکتی ہے۔

منہج تحقیق

بنیادی طور پر اس تحقیق میں "Qualitative Research" کو اپنایا گیا ہے اور موضوع سے متعلق حضرت عمرؓ کی مرویات اور اقدامات کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد معاصر حالات میں ممکنہ صورتیں پیش کی گئی ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کے نزدیک بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کی اہمیت

حضرت عمرؓ ایک شہر سے دوسرے شہر تجارت کے لئے سامان لے جانے اورلانے پر بہت زیادہ زور دیتے تھے تاکہ مسلمانوں کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ آپؓ ایسی تجارت کو ناپسند کرتے تھے جس میں نقل وحرکت اور سفر نہ ہو اور ذخیرہ اندوزی اور مونوپلی کی صورت اختیار کرے۔آپؓ کے اقوال میں سے ہے:

"لاَ حُكْرَةَ فِي سُوقِنَا. لاَ يَعْمِدُ رِجَالٌ، بِأَيْدِيهِمْ فُضُولٌ مِنْ أَذْهَابٍ، إِلَى رِزْقٍ مِنْ رِزْقِ اللهِ نَزَلَ بِسَاحَتِنَا. فَيَحْتَكِرُونَهُ عَلَيْنَا. وَلَكِنْ أَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلَى عَمُودِ كَبِدِهِ فِي الشِّتَاءِ، وَالصَّيْفِ. فَذلِكَ ضَيْفُ عُمَرَ. فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَاءَ اللهُ. وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ اللهُ."[10]

" ہمارے بازار میں کوئی ذخیرہ اندوزی نہیں ہوگی۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں حاجت سے زیادہ روپیہ ہے وہ، ہمارے ملک میں آنے والے کسی غلہ کو، خرید کر ذخیرہ اندوزی نہ کریں۔ جو شخص گرمی، سردی میں تکلیف اٹھا کر ہمارے ملک میں غلہ لائے تو وہ عمر کا مہمان ہے، جس طرح اللہ کو منظور ہو بیچے اور جس طرح اللہ کو منظور ہو رکھ چھوڑے۔"

حضرت عمرؓ فرماتے:

"يا معشر التجار، لا تتجروا علينا في زماننا، لا تتجروا علينا في سوقنا، فمن حضركم عند بيع من المسلمين فهو فيه كأحدكم، ولكن سيروا في الآفاق فاجلبوا علينا ثم بيعوا كيف شئتم"[11]

"اے تاجروں کی جماعت! ہمارے زمانے میں ہم پر تجارت نہ کرو، ہم پر ہمارے بازار میں تجارت نہ کرو، سو تم میں سے جو مسلمانوں کی خرید وفروخت کے وقت موجود ہو تو وہ تمہارے جیسے ہوگا، لیکن تم آفاق میں گھومو، پھر ہمارے لئے (مال) درآمد کر کے لاؤاور جیسے چاہو بیچو۔"

حضرت عمرؓ سے درآمدات اور برآمدات کی اہمیت کے بارے میں مزید منقول روایات:

- ایک روایت میں ہے کہ اہل حرب میں سے بعض تاجروں نے تجارت کی غرض سے اسلامی شہروں میں داخلے کی اجازت مانگی تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔انھوں نے سمجھا کہ ان تاجروں کے داخلے میں مسلمانوں کی مصلحت ہے لہذا انہیں داخلے کی اجازت دی گئی۔[12]
- حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں نے بعض غیر مسلم ملکوں سے معاہدے کئے تھے ان معاہدات میں مسلمانوں اور غیر مسلم ملکوں کے شہریوں کے درمیان تجارتی تبادلے پر اتفاق بھی ہوا تھا۔[13] عملی طور پر بعض مسلمان تاجر غیر مسلم شہروں میں تجارت کی غرض سے جاتے تھے لیکن کسی نے ان پر نکیر نہیں کی۔
- حضرت عمرؓ تاجر مسلمانوں سے غیر مسلم ریاستوں کے سلوک کے بارے میں پوچھتے تھے اور ان کے احوال معلوم کرتے۔ جیسے روایت میں ہے:

"سأل عمر المسلمین: کیف یصنع بکم الحبشة إذا دخلتم أرضهم؟ فقالوا: یأخذون عشر ما معنا قال: فخذوا منهم مثل ما یأخذون منکم."[14]

"حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے پوچھا جب تم اہل حبشہ کی زمین میں داخل ہوتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس جتنا مال تجارت ہو اس کا دسواں حصہ لیتے ہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ تم بھی ان سے اتنا لیا کرو جتنا وہ لیتے ہیں۔"

اس روایت میں حضرت عمرؓ نے مسلمان تاجروں کو حربی تاجروں کے ساتھ معاملہ بالمثل کا حکم فرمایا۔ فقہاء نے اس موضوع کو "عشور" کے نام سے تفصیل سے بیان کیا ہے جس میں حربی، ذمی اور مستامن وغیرہ کے بارے میں تفصیل سے احکام ذکر کئے ہیں یعنی جب تاجر لوگ دارالاسلام میں تجارت کی غرض سے داخل ہو جائیں۔

بین الاقوامی اقتصادی تعلقات (امپورٹ اور ایکسپورٹ) کے قواعد و ضوابط

اسلام غیر مسلموں کے ساتھ اقتصادی تعلقات کو بغیر قواعد و ضوابط نہیں چھوڑتا اور دور حاضر میں بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کے لئے ضوابط و قواعد کی تو بہت زیادہ ضرورت ہے، خصوصاً جب تعلقات، سیاست، معاشرے اور ثقافت پر اثرانداز ہوں۔ اسی وجہ سے اقتصادی تعلقات صرف اقتصادی تناظر میں نہیں ہونے چاہیئے بلکہ مسلمانوں کی زندگی پر ان تعلقات کے منفی اور مثبت اثرات کا جائزہ لیا جائے اور اقتصادی تعلقات کو اس طریقے سے مرتب کیا جائے کہ جس میں مسلم ریاست، جتنی ممکن ہو، منفعت حاصل کر سکے اور جتنا نقصان متوقع ہو، اس سے بچا جا سکے۔ درج ذیل مختلف قواعد کی روشنی میں اقتصادی تعلقات مرتب کیے جا سکتے ہیں:

1- سامانِ مبادلہ اور خدمات حلال ہوں:

مسلم ممالک اور دوسرے ملکوں کے درمیان سامانِ مبادلہ یا خدمات کا شرعاً مباح ہونا ضروری ہے۔ سامان یا خدمات حرام ہونے کی صورت میں مسلم ممالک میں داخلے کی اجازت کسی صورت میں نہیں ہونی چاہیئے کیوں کہ اگر تاجر مسلمان ہو تو شرعاً ممنوع اشیاء کی تجارت سے بچنا اس کے لئے ضروری ہے اور اگر تاجر حربی ہو تو اسے مسلم ملک میں تجارت کے لئے داخلے کی اجازت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ شاید تجارت میں مسلمانوں کا فائدہ ہو اور یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ جس چیز کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے اس میں مسلمانوں کا فائدہ نہیں ہو سکتا اور اگر ذمی ہو تو انہیں شراب پینے اور خنزیر کے کھانے سے منع نہیں کیا جائے گا بشرطیکہ یہ اجازت خاص جگہ اور علاقے تک محدود ہو نیز یہ کہ ان کی خورد نوشی علی الاعلان نہ ہو۔

حضرت عمرؓ نے یہ شرط بھی اہلِ ذمہ پر عائد کی تھی کہ خنزیر اور شراب کی طرح کی دوسری ممنوعہ اشیاء کی مسلمانوں کے شہروں میں خرید و فروخت نہیں ہوگی اور ان اشیاء کو مسلمانوں کی سرزمین پر ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل نہیں کیا جائے گا۔ مخالفت کی صورت میں حضرت عمرؓ انہیں سزا دیتے تھے جیسا کہ روایت میں ہے:

"بلغ عمر أن رجلا من أهل السواد قد أثری في تجارة الخمر، فکتب: أن اکسروا کل شيء قدرتم له علیه، وسیروا کل ماشیة له، ولا یؤوین أحد له شیئا."[15]

"حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ سواد (عراق) کے باشندوں میں سے ایک شخص شراب کی تجارت میں بڑا نفع کما کر امیر بن گیا تو انہوں نے لکھا: اس کی ہر چیز جس تک تمہاری رسائی ہو توڑ ڈالو، اس کے تمام چوپایوں کو ہانک کر لے

آئے، اور دیکھو اس کی کسی چیز کو پناہ نہ دو۔"

امپورٹڈ اشیاء کو قابو میں لانا اور شرعاً ممنوع اشیاء کے ملک میں داخلے پر پابندی لگانے میں پیداوار اور استعمال کا بھی بہت زیادہ دار و مدار رہا ہے یعنی جب استہلاک (استعمال) اور پیداوار شرعی قواعد کے پابند ہوں تو پیداوار بھی ایسی اشیاء کی نہیں ہوگی جن کا استعمال جائز نہ ہو اور نہ استعمال (استھلاک) ایسی اشیاء کا ہوگا جو شرعاً ناجائز ہو، لہٰذا شرعاً ممنوع اشیاء کی پیداوار اور درآمد پر پابندی ہونی چاہیئے اور لوگوں سے بھی کہا جائے کہ ان اشیاء کا استعمال نہ کرو۔

آج کل معاملہ اس کے برعکس چل رہا ہے کہ نقصان دہ، ممنوع اشیاء اور خدمات کی پیداوار درآمد بھی ہو رہی ہے اور لوگوں سے بھی کہا جاتا ہے کہ یہ نقصان دہ ہیں ان سے دور رہیں۔ اس کی مثال سگریٹ کا ڈبہ ہے جس پر لکھا ہوتا ہے کہ سگریٹ نوشی صحت کے لئے نقصان دہ ہے لیکن اس کے باوجود آپ کو ہر جگہ سگریٹ ملیں گے اور اسے پیا بھی جاتا ہے۔

دوسری طرف اشیاء کی درآمد اور بیرونی تجارت کو ایسے طریقے سے مرتب کرنا چاہیئے جس سے امت کے عقائد اور اخلاق محفوظ ہوں، نیز مردوں اور عورتوں کی حیاء اور پاکدامنی محفوظ ہو۔ آج کل اسلامی ممالک کے بازار ایسی اشیاء اور سامان سے بھرے ہوئے ہیں جو کسی صورت مسلمانوں کے اخلاق کے ساتھ میل نہیں کھاتے اور ان کا استعمال بھی غیر مسلموں کے طور طریقے پر جاری ہے حتیٰ کہ ایک مسلمان پورے بازار میں اپنی بیٹی کے لئے باوقار کپڑے نہیں پا سکتا۔

بین الاقوامی اقتصادی تعلقات میں سب سے خطرناک اور خلافِ شرع چیز سودی قرضے ہیں۔ یہ ان بڑی مشکلات میں سے ایک ہے جس کی وجہ سے عالمی معیشت خطرے سے دوچار ہے یہاں تک کہ بعض ممالک قرضوں کی زنجیر میں جکڑے جا رہے ہیں اور ان قرضوں کی وجہ سے معاشی گراف پستی کی طرف جا رہا ہے۔ سودی قرضے اقتصادی ترقی کے منصوبوں میں رکاوٹ بن رہے ہیں کیونکہ جو منصوبے ان کے ذریعے تیار کئے جاتے ہیں وہ تو نہ اقتصادی ترقی کے لئے ہوتے ہیں اور نہ امت کی ضروریات پوری کرنے، بلکہ ان سے قرضوں کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ سودی قرضے جیسی خطرناک شے سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے حضرت عمرؓ نے نجران کے نصاریٰ کو نکالا تھا جنہوں نے آپ ﷺ کی اس شرط کی مخالفت کی تھی کہ سود کے معاملات نہیں کرو گے۔[16] دوسرے گناہوں کی بنسبت سود کے معاملے میں ان پر سختی کی گئی تھی تاکہ مسلمان ان سے بچے اور ان کے ساتھ خرید وفروخت نہ کرے ورنہ مسلمان بھی سود کھائیں گے۔

2۔ بین الاقوامی اقتصادی تعلقات میں ایسی مصلحت پنہاں ہو جو مسلمانوں کے مفاد میں ہو

غیر مسلموں کے ساتھ تجارتی مبادلہ کی مشروعیت اسی بناء پر تھی کہ اس میں ایسی مصلحت موجود ہو جو مسلمانوں کے لئے مفید ہو۔ اب یہ مصلحت کبھی اس صورت میں بھی ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کی مصنوعات اور پراڈکٹس کے لئے بیرون مارکیٹ میں راہ ہموار ہو سکے یا ایسے اشیاء کی درآمد ہو جس کے بغیر مسلمانوں کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی یا بیرون ملک میں اسلام کی دعوت کے لئے ماحول سازگار ہو سکے۔ اس کی دلیل یہ روایت ہے کہ جب حربی لوگوں نے مسلمانوں سے اسلامی ممالک میں تجارت کی غرض سے داخلے کی اجازت مانگی اور اس کے بدلے میں ان سے تجارت اموال میں کسٹم ڈیوٹیز لیا جائے تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا، صحابہ کرام نے مذکورہ طریقے پر اجازت دینے کا مشورہ دیا اور مشورہ میں تمام حاضرین کا اتفاق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے لیے متوقع مصلحت ملحوظ نظر رکھ کر اجازت پر اتفاق کیا ہوا ہوگا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بین الاقوامی تعلقات قائم کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ مسلمانوں کی مصالح دیکھ کر مبصرین، تجربہ

کار اور ماہرین سے مشورہ لے کر اتفاق رائے سے کرنی چاہیئے۔

نمبر3۔ بین الاقوامی تجارت میں مسلم ممالک کو ترجیح دی جائے

بنیادی بات یہ ہے کہ تمام مسلمان ایک امت جیسی حیثیت رکھتی ہیں یہ ایک ڈھانچے کی طرح ہیں۔ان کو متفرق اور مختلف ڈھانچوں میں شمار کرنا اس اصل سے نکالنا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ)[17] "اور یہ وہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو"۔اس کے باوجود اگر مسلمان مختلف ملکوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں پھر بھی مسلمانوں کے درمیان آپس میں معاونت کا رشتہ قائم رہنا چاہیئے بلکہ لازمی رکھنا چاہیئے خاص کر اس زمانے میں جب دنیا کے مختلف ممالک مختلف اقتصادی گروپوں میں تقسیم ہیں اور ہر اسلامی ملک ان تمام مشکلات کا اکیلا مقابلہ نہیں کر سکتا جب تک مسلمانوں کے درمیان اخوت، معاونت کا رشتہ قائم نہ ہو۔اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ)[18] "اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں" حدیث میں ہے: عن النعمان بن بشير، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مثل المؤمنين في توادهم، وتراحمهم، وتعاطفهم مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى[19]۔ "مسلمان آپس میں محبت و شفقت، رحمدلی اور لطف و کرم میں ایک جسم کی مانند ہیں، جس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے"۔

یہ نصوص مسلمانوں کی آپس میں اخوت، محبت اور ایک دوسرے کے ساتھ نصرت اور معاونت کا تقاضہ کرتے ہیں اور نصرت کی مختلف صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت اقتصادیات کا میدان ہے یعنی امت مسلمہ کے ممالک آپس میں اقتصادیات کے میدان میں ایک دوسرے کو مضبوط کریں۔حضرت عمرؓ مسلم ریاستوں کے درمیان مضبوط روابط اور تعلقات قائم کرنے کے بہت زیادہ حامی تھے خواہ مسلم ریاستیں آسودہ حالی میں ہوں یا مشکلات سے دوچار ہوں ہر صورت میں بہتر تعلقات برقرار رکھنی چاہیئے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب رمادہ بحران کے سال حجاز میں بھوک اور قحط آئی تو حضرت عمرؓ نے خلافت کے باقی صوبوں سے متاثرہ بھائیوں کے لئے امداد بھیجنے کا مطالبہ کیا اسی مطالبے پر صوبوں نے لبیک کہتے ہوئے پے در پے امدادی قافلے حجاز کے متاثرین کے لئے بھجوادئے[20]۔

اسلامی صوبوں اور ریاستوں کے درمیان تعاون کی اہمیت کا اندازہ حضرت عمرؓ کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے جو عمرو بن العاصؓ کو بھیجا تھا: أما بعد أفتراني هالكا ومن قبلي وتعيش أنت ومن قبلك[21] "امابعد، کیا تم مجھے اور میرے پاس والوں کو مرتا دیکھنا چاہتے ہو، جب کہ تم اور تمہارے پاس والے عیش میں ہیں؟"

اسلامی شریعت صوبوں کے درمیان تجارتی سفر اور حرکت کو بہت اہمیت دیتی ہے اس وجہ سے آپؓ نے مصر اور حجاز کے درمیان ربط قائم کرنے کے لئے نہر کھدوایا جس میں کشتیاں چلتی تھیں اور اس کے ذریعے مکہ اور مدینہ کو غلہ لایا جاتا، جس سے اللہ تعالیٰ نے اہل حرمین کو نفع دیا، یہاں تک کہ مصر کے نرخ پر غلہ ملتا تھا اور مصر کے ساتھ کاروبار کی وجہ سے مکہ اور مدینہ میں فراخی اور آسودہ حالی آ گئی۔لہٰذا نہر کی وجہ سے مصر کے شہروں سے مال حجاز لایا جاتا اور حجاز سے مصر کے شہروں میں مال بھیجا جاتا[22]۔

نمبر 4۔ اسلامی سرزمین پر غیر مسلموں کے داخلے کے لئے ادارہ اور تنظیم قائم کرنا

حضرت عمرؓ مسلمانوں کی سرزمین پر غیر مسلموں کے وجود کو ایک خطرہ سمجھتے تھے اس لئے آپؓ نے کبھی بھی غیر مسلموں کے لئے مسلم شہروں کے دروازے کھلے نہیں رکھے کہ جو چاہیں مسلمانوں کے شہروں میں داخل ہو جائیں۔ بلکہ آپؓ نے اس کے لئے ایک منظّم ترتیب دیا تھا کہ مسلمانوں کے شہر غیر مسلموں کے شر، خطرات اور ان کے برے اثرات سے بچ سکے، خواہ غیر مسلم تجارت یا سرمایہ کاری کے غرض سے کیوں نہ آئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت عمرؓ غیر مسلموں پر اعتماد کرنے میں بڑے محتاط تھے۔ اس کے متعلق آپؓ نے جو اقدامات اختیار کئے تھے وہ درج ذیل ہیں:

نمبر1۔ خاص اور اہم مواضع میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی البتہ مسلمانوں کی ضرورت کے وقت اجازت

كان عمر لا يأذن لسبي قد احتلم في دخول المدينة[23] "حضرت عمرؓ بالغ غلام کو مدینے میں داخلے کی اجازت نہیں دیتے تھے"۔ آپؓ لشکروں کے امراء کو لکھتے تھے: كان عمر ﷺ يكتب إلى أمراء الجيوش: "لا تجلبوا علينا من العلوج أحدا جرت عليه الموسى[24] "تم لوگ ایسے (غلام) (عجمی) کو نہ لاو، جس کے زیر ناف بال پیدا ہو (بالغ ہو)"۔

داخلے پر پابندی کے دو وجوہات معلوم ہوتے ہیں:

وجہ اول: مدینے کے رہنے والوں مسلمانوں کے اخلاق اور لغت کی حفاظت مقصود تھی، کیونکہ یہ مسلمانوں کا دار الخلافہ تھا اور یہاں سے اسلام پھیلا تھا تو ضروری تھا کہ ایسے اقدامات کئے جائیں جس کی وجہ سے یہاں کے مکین تمام منفی اثرات سے محفوظ ہو سکیں۔ چھوٹے عجمی بچوں کے داخلے کی اجازت اور بڑے عجمی لوگوں کی ممانعت میں شاید یہ حکمت ہو کہ بچہ جب عرب کے شہر میں داخل ہوگا تو ممکن ہے کہ وہ مستعرب بن جائیں اور اس کے لئے عربی زبان سیکھنا آسان ہوگا نیز معاشرتی اثرات اس پر جلد مرتب ہوتے ہیں، لہٰذا انہیں اسلام کی دعوت اور اسلام قبول کرنا آسان ہوگا۔ اس کے برعکس بالغ آدمی اپنی قوم اور زبان سے مانوس ہوتا ہے اس کے لئے عربی زبان سیکھنا اور اپنی قوم کی عادات چھوڑنا مشکل ہوتا ہے لہٰذا ان کا وجود مسلمانوں کی زبان اور اخلاق پر اثرانداز ہو سکتے ہیں، اسی وجہ سے ممانعت کا حکم دیا۔ چونکہ عربی زبان مسلمانوں اور اسلام کا شعار ہے اور لغات قوموں کے اہم شعائر میں سے ہوتے ہیں جن کے ذریعے تمیز اور پہچان واضح ہوتی ہے۔ نیز کسی زبان کی عادت بنانے سے اس زبان کا عقل، اخلاق اور دین پر اثر ہوتا ہے۔، اس لئے جب مسلمان عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان کی عادت بنالیتا ہے تو یہ اس کی تخلیق کو کمزور کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں کا تابع اور مقلد بن جاتا ہے اور وہ اقتصادی ترقی میں استقامت اختیار نہیں کر سکتا۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ مسلمانوں کو مفتوحہ شہروں میں عربی زبان اور اس میں فقاہت اختیار کرنے پر زور دیتے۔ آپؓ فرماتے: عن عمر ﷺ أنه قال: "تعلموا العربية فإنها من دينكم،[25] "عربی سیکھو یہ تمہارے دین میں سے ہے"۔

حضرت عمرؓ نے عربی زبان کو دوسری زبانوں کے ساتھ خلط ملط ہونے، اخلاق اور اقدار پر اثرانداز ہونے کے خطرات بھانپ لئے تھے، اسلئے آپ فرماتے: قال عمر: "ما تكلم الرجل الفارسية إلا خَبّ ولا خَبّ رجل إلا نقصت مروءته"[26] کسی نے فارسی زبان میں بات کی مگر خباثت کی وجہ سے اور خباثت کی وجہ سے مروءت کم ہو جاتی ہے۔

آپؓ عجمی زبانوں سے اثر لینے سے لوگوں کو ڈراتے تھے اور فرماتے: عن عمر ﷺ قال: إياكم ومراطنة الأعاجم"[27] "تم اپنے آپ کو عجمی زبان میں بات کرنے سے بچاؤ"۔

وجہ دوم:

معاشرے میں امن واستحکام برقرار رکھنے کی خاطر بالغ عجمیوں کے داخلے پر پابندی لگائی کیونکہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو مسلمانوں کے

ساتھ بہت زیادہ بغض اور عداوت رکھتے تھے اور ہر وقت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے۔اس کی نظیر حضرت عمرؓ کی شہادت ہے جو ایک ایسے غلام کے ہاتھ ہوئی جسے مدینے میں ضرورت کی بناء پر داخلے کی اجازت دی گئی تھی۔ جب حضرت عمرؓ کو زخمی کر دیا اس وقت مسلمانوں کو ممانعت کی وجہ خوب معلوم ہوئی،بلکہ آپؓ نے خود ابن عباسؓ سے فرمایا: قد كنت أنت وأبوك تحبان أن تكثر العلوج بالمدينة"[28]"تو اور تیرا باپ یہ چاہتے تھے کہ عجمیوں کا آمد مدینے میں زیادہ ہو"۔

دوسرا اقدام: مدت اقامت مقرر کرنا

حضرت عمرؓ بعض غیر مسلم تاجروں کو تجارت کے لئے مدینہ میں داخلے کی اجازت دیتے اور ان کے لئے تین دن مدت اقامت مقرر کر دیتے جس میں ان لوگوں کے پاس جو سامان اور مال ہوتا کہ وہ بیچ سکے اور اپنی ضروریات پوری کر سکے۔

تیسرا اقدام: منکرات کا اظہار نہ کرنے کا شرط لگانا

غیر مسلموں کو مسلمانوں کے شہروں میں شتر بے مہار کی طرح اجازت نہ دی جائے ورنہ یہ اپنے برے افعال اور منکرات کا اظہار مسلم معاشرے میں مسلمانوں کے سامنے کریں گے جس سے مسلمانوں کے اخلاق اور عقائد پر برے اثرات مرتب ہوں گے۔برے اثرات سے مسلم معاشرہ بچانے کے لئے حضرت عمرؓ نے اہل ذمہ پر کئی ایک شرائط لگائے تھے جیسے کھلم کھلا شراب نہ پینا اور کھلم کھلا اس کا تجارت نہ کرنا۔ان کے عورتوں کو سفر سے منع کرنا اور انہیں باوقار رہنے کی ہدایت کرنا۔اسی طرح ان شروط میں سے کچھ شرائط جو آپ ﷺ نے نجران کے نصاریٰ پر لگائے تھے،کہ سود نہ کھائیں اور نہ سود کے معاملات کریں گے،، فلما استخلف عمر، قيل: انهم أصابوا الربا وكثروا فخافهم على الاسلام، فأجلاهم[29]جب حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں انہوں نے مذکورہ شرط کی مخالفت کرتے ہوئے سود کھانا شروع کیا تو انھیں جزیرۃ العرب سے جلاوطن کر دئے۔

چوتھا اقدام: شروط کی خلاف ورزی پر جلاء وطن کرنا

جب مسلمانوں نے خیبر فتح کیا تو زمین میں کام (کھیتی باڑی) کرنے کی بناء یہود کو رہنے کی اجازت دی، جس طرح نصاریٰ کو کئی شروط کے ساتھ چھوڑا تھا جب انہوں نے شروط کی خلاف ورزی کی تو آپؓ نے جزیرۃ العرب سے انہیں جلاء وطن کر دیا اور جلاء وطن کرنے کا اہم سبب امن واستحکام میں خلل ڈالنا تھا اور یہ اس وقت جب خیبر کے یہود نے مسلمانوں کے ساتھ کینہ اور بغض کرتے ہوئے بعض مسلمانوں پر تجاوز کیا وجعل لهم ذمة الله وعهده الا يفتنوا عن دينهم ومراتبهم، ولا يحشروا، ولا يعشروا، واشترط الا يأكلوا الربا، ولا يتعاملوا به فما زال أمرهم جاريا على هذا في خلافة أبي بكر، فلما استخلف عمر، قيل: انهم أصابوا الربا وكثروا فخافهم على الاسلام، فأجلاهم-----[30]۔

دوسری طرف حضرت عمرؓ نے جلاء وطنی کو دوسرے مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا ہے جیسے روایت میں ہے، كتب عمر إلى ملك الروم: إنه بلغني أن حيا من أحياء العرب ترك دارنا وأتى دارك، فو الله لتخرجنه أو لننبذن إلى النصارى، ثم لنخرجنهم إليك فأخرجهم ملك الروم -[31] "کہ آپؓ نے روم کے بادشاہ کو لکھا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ عرب کا ایک قبیلہ

ہمارا ملک چھوڑ کر تمہارے ملک میں داخل ہوا ہے، اللہ کی قسم تم انہیں ضرور نکالنا ورنہ ہم نصاریٰ کے ساتھ معاہدہ ختم ہونے کا اعلان کریں گے پھر ہم انہیں نکال کر تمہاری طرف بھیج دیں گے، سو روم کے بادشاہ نے انھیں نکال دیا"۔

پانچواں اقدام: مخصوص اہم ذمہ داریاں اور اہم کام سپرد نہ کرنے کی ہدایت

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ مخصوص کاموں میں غیر مسلم مقرر کرنے سے منع فرماتے، عن أبي موسى ﷺ قال: قلت لعمر ﷺ: إن لي كاتبا نصرانيا قال: ما لك؟ قاتلك الله، أما سمعت الله يقول: {يا أيها الذين آمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى أولياء بعضهم أولياء بعض[32]} ألا اتخذت حنيفا؟ قال: قلت: يا أمير المؤمنين، لي كتابته وله دينه. قال: لا أكرمهم إذ أهانهم الله، ولا أعزهم إذ أذلهم الله، ولا أدنيهم إذ أقصاهم الله[33] "ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمرؓ سے کہا: میرا ایک نصرانی کاتب ہے، آپؓ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے! کیا آپ نے اللہ کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ) آپ نے کیوں مسلمان کو کاتب نہیں بنایا؟ راوی کہتا ہے، میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! میرے لئے اس کی کتابت ہے اور اس کا اپنا دین ہے، آپؓ نے فرمایا: تم ان کا اکرام نہ کر جن کو اللہ نے حقیر کردیا ہے اور ان کی عزت نہ کرنا جن کو اللہ نے ذلیل کردیا ہے اور ان کو قریب نہ کرنا جن کو اللہ نے دور کردیا ہے"

مسلمانوں کو جن علوم کی ضرورت تھی حضرت عمرؓ ان علوم کو غیر مسلموں سے سیکھنے پر زور دیتے تھے لیکن ان پر اعتماد کرنے کو ناپسند کرتے تھے، وكتب إليه بعض عماله يستشيره في استعمال الكفار، فقال: إن المال قد كثر، وليس يحصيه إلا هم فاكتب إلينا بما ترى، فكتب إليه: لا تدخلوهم في دينكم ولا تسلموهم ما منعهم الله منه، ولا تأمنوهم على أموالكم، وتعلموا الكتابة فإنما هي الرجال[34] " اس لئے جب کسی عامل نے کفار سے عمل لینے کے بارے میں خط کے ذریعے آپ سے مشورہ مانگا، جس میں لکھا تھا: مال بہت زیادہ ہے اور ان کا گنتی ان لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا، سو آپ اپنی رائے ہمیں لکھ لینا، آپ نے انہیں لکھا: ان کو اپنی ذمہ داری میں داخل نہیں کرنا، اور ان کو تسلیم نہیں کرنا جس سے اللہ نے انہیں منع کیا ہے اور تم اپنے اموال میں ان پر اعتماد نہ کرنا اور تم ان سے کتابت سیکھو کیونکہ یہ مردوں کے لئے ہے"۔

غیر مسلموں سے استفادہ کرنا یا ایسا کام سپرد کرنا جن سے مسلمانوں کو فائدہ ہو ما قبل آثار سے ممانعت معلوم نہیں ہوتی البتہ ایسے امور سپرد کرنا جن سے مسلمانوں پر اتھارٹی اور اختیار حاصل ہوتا ہو جیسے مال صدقات کا نگران (امیر) مقرر کرنا یا لشکر کا امیر مقرر کرنا یا قضاء وغیرہ جس میں دیانتداری کی ضرورت ہو۔ (ایسے امور سپرد کرنا صحیح نہیں) البتہ اس کے علاوہ علوم یا دوسرے کاموں میں ان سے استفادہ کرنا ممنوع نہیں

اس پر دلائل ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا ابوھریرۃؓ کو یہ فرمان: ولا تستعن في أمر من أمور المسلمين بمشرك[35] "مسلمانوں کے کسی کام میں مشرک سے مدد نہ لینا"۔ حضرت عمرؓ کا ایک نصرانی غلام تھا تو آپ اس سے فرماتے: وكان لعمر ﷺ عبد نصراني فقال له: أسلم حتى نستعين بك على بعض أمور المسلمين، فإنه لا ينبغي لنا أن نستعين على أمرهم بمن ليس منهم، فأبى، فأعتقه وقال: اذهب حيث شئت[36] "اسلام قبول کرتا کہ اپنی امانت میں میں تم سے مدد لوں گا کیونکہ میرے لئے حلال نہیں

کہ میں مسلمانوں کی امانت میں تم سے مدد لوں حالانکہ تم مسلمانوں کے دین پر نہ ہوتو اس نے انکار کردیا، آپ نے اسے آزاد کردیا اور فرمایا: جہاں چاہو جاسکتے ہو"۔

یہ آثار مسلمانوں کے خاص معاملات میں ممانعت پر دلالت کرتے ہیں جو خالص دینی قسم کے معاملات تھے، ورنہ ذمی لوگ اقتصادی شرح نمو بڑھانے میں شریک ہوتے تھے بلکہ انہیں راستوں کی اصلاح، پل بنانا وغیرہ شرائط مواہدات میں رکھتے تھے ۔حضرت عمرؓ مفتوحہ زمینیں ان ہی علاقے کے لوگوں کے ہاتھ میں دیتے تاکہ ان میں زراعت اور کھیتی باڑی کرے، نیز غیر مسلموں سے علوم وفنون اور مہارتوں میں استفادہ کرنے سے حضرت عمرؓ منع نہ کرتے بلکہ آپ نے خود دیوان کا نظام فارس والوں سے لیا تھاجب آپ کو اس کے فائدے بتائے گئے۔اسی طرح مدینہ میں بعض قیدیوں کو یہ ڈیوٹی دی گئی تھی، فجعل رسول الله ﷺ، فداءهم أن يعلموا أولاد الأنصار الكتابة"[37] "کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کو کتابت سکھائیں گے"۔

اسی طرح ایک روایت میں آیا ہے كتب عمر بن الخطاب إلى يزيد بن أبي سفيان، أو إلى معاوية أن ابعث إلينا برومي يقيم لنا حساب فرائضنا[38] کہ آپؓ نے شام کے عامل یزید بن ابی سفیان یا معاویہؓ کو پیغام لکھا کہ وہ کسی رومی کو ہمارے پاس بھیج دے تاکہ وہ ہمارے فرائض کا حساب صحیح کردے، کیونکہ اس کا کام صرف حساب کرنا تھا جس میں مسلمانون پر کوئی تسلط نہیں تھا۔

جس طرح خذیفہؓ اور عثمان بن حنیف کو آپ نے پیغام بھیجا تھا أرسل إلى حذيفة: أن ابعث إلي بدهقان من جوخی. وبعث إلى عثمان بن حنيف: أن ابعث إلي بدهقان من قبل العراق؛ فبعث إليه كل واحد منهما بواحد ومعه ترجمان من أهل الحيرة[39] کہ ان میں سے ہر ایک جاگیردار (دہقان) کو بھیجے تاکہ ان سے فتح اسلامی سے پہلے سواد زمینوں کے خراج کے مقدار کے بارے معلومات حاصل کرسکے ،ان دونوں میں سے ہر ایک نے دہقان اور اس کے ساتھ مترجم بھی بھیج دئے، حضرت عمرؓ نے ان دونوں سے معلومات کے متعلق پوچھ گچھ کی تاکہ ان کے معلومات سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔اور یہ فائدہ اس حد تک اٹھایا جاسکتا ہے جب تک عقیدہ پر اثر انداز نہ ہو اور نہ شریعت کے کسی حکم کے خلاف آتا ہو۔

پانچواں اقدام: تجارتی معاہدات

ہر ملک دوسرے ملک کے ساتھ تجارتی معاہدوں کا محتاج ہوتا ہے اور مقصود اس سے تجارتی تبادلے کو منظّم کرنا اور انہیں تجارت پر ابھارنا ہوتا ہے تاکہ ملکوں کے درمیان تجارتی مبادلہ مفید اور بارآور ہوسکے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں بعض تجارتی معاہدے بھی کئے اور ان میں سے بعض معاہدات اقتصادیات کے متعلق بھی تھے، جیسے ذمیوں کے ساتھ معاہدات ،جب اہل نوبہ کے لوگوں نے صلح پر آمدگی ظاہر کی ،تو وہاں عمرو بن العاصؓ اور ان کے درمیان محض تجارتی معاہدے بھی ہوئے تھے اور اس میں اس بات پر اتفاق ہوگیا تھا۔ وعلى النوبة،------ ولا يمنعوا من تجارة صادرة ولا واردة[40] "کہ مسلمان اور اہل نوبہ کے درمیان تجارتی تبادلہ ہوگا اور برآمدات ودرآمدات والے اشیاء پر روک ٹوک نہیں ہوگی"

تجارتی معاہدات جو ایک مسلم ریاست غیر مسلموں کے ساتھ کرنا چاہیں، تو مناسب ہے کہ درجہ ذیل بنیادی نکات کو ملحوظ نظر رکھا جائے:

نمبر 1: تجارتی معاہدہ مسلمانوں کے مفاد میں ہو اور ایسے نکات پر مشتمل نہ ہو جو شرعاً حرام ہو۔ جیسے سودی معاہدات یا حرام اشیاء کی درآمد اور برآمد پر مبنی ہو، یا ایسے معاہدات جن سے مسلمانوں کے عقائد اور اخلاق کو نقصان پہنچتا ہو۔

نمبر 2: مسلمان ملک کی امن واستحکام کو ملحوظ نظر رکھا ہو۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے ذمیوں پر یہ شرط عائد کی تھی کہ وہ اپنے گھروں یا کنیسوں وغیرہ میں مسلمانوں کے خلاف جاسوسوں کو پناہ نہیں دیں گے۔ آپؓ ان لوگوں کے ساتھ بڑی سختی کے ساتھ پیش آتے جو لوگ امن وامان میں خلل ڈالتے جس طرح حضرت عمرؓ نے روم کے سرحدات پر اس شہر کو ڈھانے کا حکم دیا تھا جو جاسوسوں کا آماجگاہ بناہوا تھا۔ فإن قبلوا فأعطهم وأجلهم منها وخربها فإن أبوا فأجلهم سنة وانبذ إليهم ثم أجلهم منها وخربها»، قال: فعرض عليهم فأبوا فأجلهم سنة، ثم أجلاهم منها وخربها [41]۔ اور اہل کتاب کو جزیرہ عرب سے نکالنے کے اہم اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے امن وامان میں خلل ڈالتے فأجلاهم---- سو اسی وجہ سے انہیں جلاوطن کئے تھے [42]۔

نمبر 3: اقتصادی معاہدات کے دفعات پر عمل کرنا مسلمانوں کے شرعاً امور واجبہ میں سے شمار ہوتا تھا۔ خود حضرت عمرؓ معاہدات پر عمل کرنے پر بہت زیادہ زور دیتے تھے۔ آپ کے ہاں ایک صندوق تھا جس میں معاہدات محفوظ کئے جاتے تھے۔ آپ دوسرے صوبوں سے آنے والے مسلمانوں سے معاہدین کے متعلق پوچھتے کہ کیا وہ لوگ معاہدوں کی پاسداری کرتے ہیں؟ فقالوا: ما نعلم إلا وفاء [43] "وہ کہتے: ہمیں توان کی پاسداری معلوم ہے"۔

وجاءه رجل، فقال: إن أرض كذا وكذا تحتمل من الخراج أكثر مما عليها، فقال: ليس على أولئك سبيل، إنا صالحناهم [44] "ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا: کہ فلاں فلاں زمین متعینہ خراج سے زیادہ ادا کرنے کی قوت رکھتی ہے، آپ نے فرمایا: ان لوگوں پر اضافہ کا کوئی جواز نہیں کیونکہ ہم نے ان سے صلح کی ہے"۔

اس میں اس بات پر یہ دلیل ہے کہ کفار اور مسلمانوں کے درمیان جتنی مقدار پر اتفاق اور مصالحت ہو جائے تو مصالحت کے بعد ان سے زیادہ مطالبہ کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ معاہدہ پورا نہ کرنے اور توڑنے میں شمار ہوتا ہے اور معاہدہ توڑنا کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی رو سے حرام ہے جب اسلامی ملک غیر مسلم تاجروں کو اپنے ملک میں تجارت کے لئے اجازت دیدیں تو اجازت کی بناء پر اب وہ معاہد بن گئے جن کے لئے حفاظت اور امن مہیا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہوگی ان کے نفوس اور اموال کو تعرض کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک وہ معاہدات کے پابند ہوں جیسے روایت میں ہے وأوصيه بذمة الله، وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم أن يوفى لهم بعهدهم، وأن يقاتل من ورائهم، ولا يكلفوا إلا طاقتهم [45]۔ "اور میں مقرر ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی جو اللہ اور رسول کی ذمہ داری ہے (یعنی غیر مسلموں کی جو اسلامی حکومت کے تحت زندگی گزارتے ہیں) کہ ان سے کئے گئے وعدوں کو پورا کیا جائے۔ انہیں بچا کر لڑا جائے اور طاقت سے زیادہ ان پر کوئی بار نہ ڈالا جائے"۔

حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کو معاہدین پر ظلم اور تجاوز نہ کرنے کی وصیت کی تھی، آپ نے فرمایا: وامنع المسلمين من ظلمهم والإضرار بهم وأكل أموالهم إلا بحلها ووف لهم بشرطهم الذي شرطت لهم في جميع ما أعطيتهم [46] "مسلمانوں کو ان پر ظلم کرنے اور نقصان پہنچانے سے منع کرو، ناحق ان کے اموال نہ کھاؤ، جو شرطیں تمہیں (معاہدہ) میں دئے ہیں ان تمام کو

پورا کرو"۔

اقدام نمبر 7: تجارت خارجہ کے لئے علیحدہ ادارہ ہونا چاہیئے

ما قبل قواعد اور اقدامات کو بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کے میدان میں عملی طور پر نافذ کرنے کے لئے ایک باقاعدہ ادارہ اور کمیٹی ہونی چاہیئے کیونکہ ان تعلقات کو برقرار رکھنا اور بارآور ثابت کرنا کسی ایک فرد کے بس میں نہیں اس حال میں جب اس کا نہ کوئی نگران ہو اور نہ اس کا کوئی چیک اینڈ بیلینس والا ہو۔ لہٰذا ایک ایسا نگران ادارہ ضروری ہے جو ان تجارتی تعلقات کو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں مفید ثابت کرے۔ ما قبل باتوں سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہمیشہ دارالخلافہ کے ساتھ رابطے میں رہے تاکہ غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے بارے میں امیر المؤمنین کی رائے معلوم کی جاسکے اور احوال پر مطلع بھی ہو۔ خود حضرت عمرؓ نے یہ کام تنظیم کو سپرد کیا تھا، عشور (کسٹم ڈیوٹیز) کے مقادیر، اسلامی ملک میں مدت اقامت مقرر کئے تھے، اسی طرح امپورٹ اشیاء سے عشور لینے اور اقتصادی تعلقات کے لئے عمال (مؤظفین) مقرر کئے تھے۔

اقدام، قاعدہ نمبر 7: غیر مسلم کی شراکت کی صورت میں اقتصادی وسائل میں اختیار مسلمان کو ہوگا

یہ قاعدہ حضرت عمرؓ کے ان شرائط میں سے اخذ کیا گیا ہے جو ذمیوں کے ساتھ رکھے تھے۔ آپ نے یہ شرط رکھا تھا کہ تمہارے ساتھ کوئی مسلمان تجارت میں شریک نہیں ہوگا بشرطیکہ تجارت کا اختیار مسلمان کو ہوگا۔ اس قاعدہ میں اہم نکتے کی طرف اشارہ ہے کہ امت کے اقتصادی وسائل پر کفار کے تسلط اور سرداری وحاکمیت کو ختم کرنا ہے ایسا نہ ہو کہ مسلمان محض تابع ہو باقی اسے کسی چیز کا علم نہ ہو۔ آج کے دور میں اس قاعدے پر عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے خصوصاً آئی، ایم، ایف اور ورلڈ بینک کے ہتھکنڈوں کو دیکھ کر حضرت عمرؓ کے اقدامات کے مطابق پالیسیاں بنانی چاہیئے۔ آپ نے اپنے اس فرمان میں نہ صرف غیر مسلموں بلکہ جو مسلمان یا ذمی، دارالحرب اور دارالاسلام کے درمیانی تجارتی کاروبار جاری رکھتے بلکہ ان پر بھی عشور (ٹیکس) لگانے کی تجویز دی۔ البتہ یہ رعایت دی کہ جس تاجر سے سال میں ایک مرتبہ ٹیکس (عشور) وصول کیا جائے وہ اس کے بعد سال میں جتنی بار بھی آئے، اس سے دوبارہ نہ لیا جائے۔ پہلی وصولی کے بعد انہیں سال بھر کے لئے رسید لکھ کر دے دی جاتی تھی۔ اس سلسلہ میں ایسے مال کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ دوسو درہم یا بیس مثقال کی قیمت سے کم نہ ہو۔ فقہائے اسلام نے اس درآمدی ٹیکس کے جواز کے لئے یہ دلیل پیش کی ہے کہ یہ محصول اسلامی ریاست کی اس حفاظت کا معاوضہ ہے جو وہ درآمد کنندگان کو مہیا کرتی ہے[47]۔

نتائج بحث:

عہد نبوی ﷺ کے بعد امت مسلمہ کی نظر میں آپ کے دور باسعادت کو ایک معیار کی حیثیت حاصل رہی ہے حالانکہ آپ ہی کے دور میں خلافت کے حدود بائیس لاکھ مربع میل کو پہنچی تھی اس کے ساتھ ساتھ آپ ہی کے دور میں بحران، وباء اور قحط وغیرہ بھی آئے تھے آپ کے دور میں جنگیں بھی ہوئیں لیکن اس کے باوجود اس دور میں خوشحالی تھی اور ترقی تھی، کیونکہ حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست اجتہادی بصیرت سے نوازا تھا جو عملی زندگی کے ہر پہلو میں نمایاں تھی۔ آپ اسلام کی روح ،مزاج اور مقاصد ومصالح کو وسیع تر تناظر میں دیکھنے سے بہرہ ور تھے آپ کو مسائل کے ادراک اور معاملہ فہمی میں کمال درجہ حاصل تھا۔ انفرادی اور اجتماعی مسائل کی تہہ تک پہنچ کر بہت جلد اس کا کوئی حل ڈھونڈ کر امت مسلمہ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ آپ نے شورائی اجتہاد کو رواج دیا اور اسی کے مطابق پالیسیاں بنائی۔ اس لئے آپ نے بین الاقوامی قتصادی تعلقات صرف

اقتصادی تناظر میں نہیں بلکہ مسلمانوں کی زندگی پر ان تعلقات کی منفی اور مثبت اثرات کو ملحوظ نظر رکھ کر جائزہ لیا ۔ امت کے نفوس، عقائد اور اخلاق کی حفاظت کاادراک رکھتے ہوئے اقدامات کئے۔

عصر حاضر کے سارے مسائل کو حل کرنے کے لئے جہاں ان اوصاف کو اپنانا ضروری ہے وہاں ایک ایسا نظام کار مرتب کرنے کی ضرورت ہے ان اصول و قواعد پر استوار ہو جنہیں مقالے میں مختلف مباحث کے تحت اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سفارشات:

پاکستان ایک آزاد اور خود مختار ملک ہے لیکن اس کی آدھی سے زیادہ آبادی غربت کا شکار ہے بائیس کروڑ میں سے اکثر عوام کے پاس زندگی کی بنیادی ضروریات مہیا نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ برآمدات روز بروز منجمد ہوتے جارہے ہیں اور درآمدات کی بھرمار جاری ہے نیز سودی قرضوں کا جال مزید پھیلتا جارہاہے اسی صورتحال میں درآمدات اور برآمدات پالیسیوں پر ازحد توجہ دینے کی ضرورت ہے اس کے لئے درجہ ذیل سفارشات گوش گزار کی جاتی ہے۔

3. درآمدات و برآمدات والی اشیاء سامان اور خدمات تبادلے کے طور پر حلال ہو۔
4. بین الاقوامی اقتصادی تعلقات میں ایسی مصلحت پنہاں ہو جو مسلمانوں کے مفاد میں ہو۔
5. بین الاقوامی تجارت میں مسلم ممالک کو ترجیح دی جائے۔
6. اسلامی سرزمین پر غیر مسلموں کے داخلے کے لئے ادارہ اور تنظیم قائم کرنا چاہیے۔
7. خاص اور اہم مواضع میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی ہونی چاہیے ۔
8. مدت اقامت مقرر کرنا چاہئیے۔
9. منکرات کا اظہار نہ کرنے کی شرط لگانی چاہئیے۔
10. معاہدہ (شرائط) کی خلاف ورزی پر جلاء وطن کرنا چاہیے۔
11. مخصوص اہم ذمہ داریاں اور اہم کام سپرد نہ کرنے کی اہتمام ہونی چاہیے۔
12. تجارتی معاہدات ہونے چاہیے۔
13. مسلمان ملک کی امن واستحکام کو ملحوظ نظر رکھا جائے۔
14. تجارت میں غیر مسلم کی شراکت کی صورت میں اقتصادی وسائل میں اختیار مسلمان کو ہونا چاہیے۔
15. بین الاقوامی قتصادی تعلقات صرف اقتصادی تناظر میں نہ ہو بلکہ مسلمانوں کی زندگی پر ان تعلقات کی منفی اور مثبت اثرات کو ملحوظ نظر رکھ کر جائزہ لیا جائے۔

مسلمانوں کی آپس میں اخوت، محبت اور ایک دوسرے کے ساتھ نصرت اور معاونت کا تقاضہ کرتے ہیں اور نصرت کی مختلف صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت اقتصادیات کا میدان ہے یعنی امت مسلمہ کے ممالک آپس میں اقتصادیات کے میدان میں ایک دوسرے کو مضبوط کریں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

[1] سورۃ الفصلت، ۱۰

Sūrah al Fuṣilat, 10

[2] القرطبیؒ، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، طبع دوم، ۱۹۶۴ء، ۵: ۳۴۴

Al Qurṭabī, Muḥammad bin Aḥmad, Al Jām'i li Aḥkhām al Qur'ān, (Egypt: Dār al Kutub al Miṣriyyah, 2nd Edition), 5:344.

[3] معروف عرب سکالر کی تالیف ہے، اصلا عربی میں ہے، ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے جو متعدد زبانوں میں ترجمہ بھی کی جاچکی ہے۔ مصنف لیبیا کے ہیں جن کی پیدائش ۱۹۶۳ء میں ہوئی، انقلابی فکر اور سکالرشپ کی وجہ سے مشرق و مغرب میں جانے جاتے ہیں۔

[4] فاضل مؤلف (۱۸۸۹ء - ۱۹۶۴ء) عالم عرب کے نامور صاحب قلم تھے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۴۱ء میں مصر سے شائع ہوئی۔ اس تالیف میں مؤلف نے آپؓ کی دانش مندی اور اختراع پر خاص توجہ کی ہے۔

[5] عربی زبان میں آپؓ پر لکھی گئی معروف کتاب ہے، جو مطبع العانی نے بغداد سے شائع کی ہے۔ ۱۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے مؤلف معروف مصری مفکر اور ماہر عسکریات محمود شیث (۱۹۱۹ء - ۱۹۹۸ء) ہیں۔

[6] دار النفائس سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہونے والی عربی تصنیف، جس کی ضخامت ۸۹۶ صفحات ہے۔

[7] فاضل مؤلف (۱۸۸۸ء - ۱۹۵۶ء) مصر سے تعلق رکھتے تھے۔ ۶۲۴ صفحات پر مبنی یہ کتاب مصر سے شائع ہوئی ہے، اس کے تراجم متعدد زبانوں میں موجود ہیں۔ پچاس کی دہائی میں یہ کتاب لکھی گئی۔

[8] ۲۷۲ صفحات پر مشتمل کتاب ہے، ۲۰۰۲ء میں مصر سے شائع ہوئی۔ بنیادی طور پر بیت المقدس کی فتح کے متعلق ہے، لیکن بصیرت فاروقی پر بھی تفصیلی مباحث موجود ہیں۔

[9] اردو زبان میں برصغیر پاک و ہند میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ پر بہترین کتاب ہے، جو مولانا شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء - ۱۹۱۴ء) کی مایہ ناز تالیف ہے، جس میں آپؓ کی حیات اور کمالات پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

[10] مالک بن انس، الموطأ، مؤسسۃ زاید بن سلطان للأعمال الخیریۃ، ابوظبی، طبع اولی، ۱۴۲۵ھ، حدیث رقم: ۲۳۹۸

Mālik bin Anas, *Al Muwaṭṭā*, (Abu Dhabi: Moa'sasah Zayed bin Sulṭān lil A'māl al Khayriyyah, 1st Edition), Ḥadīth 2398

[11] عمر بن شبۃ، تاریخ المدینۃ، (۱۳۹۹ھ)، ۲: ۷۴۷ - ۷۴۹

'Umar bin Shibbah, *Tārīkh al Madīnah*, (1399), 2: 747-749.

[12] ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، الخراج، المکتبۃ الازہریۃ للتراث، ۱: ۱۴۹

Abū Yūsuf, Ya'qūb bin Ibrāhīm, *Kitāb al Khirāj*, (Cairo: Al Maktabah al Azhariyyah, 1990), 1:149

[13] ابو عبید، القاسم بن سلام، کتاب الاموال، دار الفکر، بیروت، حدیث رقم: ۴۰۲

Abū 'Ubaid, Al Qāsim bin Salām, *Kitāb al Amwāl*, (Beirut: Dār al Fikr), Ḥadīth # 402

[14] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف، المجلس العلمی الہند، گجرات، طبع دوم، ۱۴۰۳ھ، حدیث رقم: ۱۰۱۲۱

Al San'ānī, 'Abd al Razzāq Ibn Hummām, *Al Muṣannaf,* (Gujrat: Al Majlis al 'Ilmī, 2nd Edition 1404 AH), 6:98

[15] ابو عبید، القاسم بن سلام، کتاب الاموال، حدیث رقم: ۲۶۶

Al Qāsim bin Salām, *Kitāb al Amwāl*, Ḥadīth # 266

16 قدامۃ بن جعفر، الخراج وصناعۃ الکتابۃ، دار الرشید للنشر، بغداد، طبع اولی، ۱۹۸۱ء، ۱: ۲۷۳

Qudāmah bin Ja'far, *Al Khirāj wa Ṣanā'ah al Kitābah*, (Baghdad: Dār al Rashīd ,1st Edition 1981 AH), 1:273

17 سورۃ المؤمنون، ۵۲

Sūrah al Mo'minūn, 52

18 سورۃ التوبۃ، ۷۱

Sūrah Al Tawbah, 71

19 القشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح المسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، حدیث رقم: ۲۵۸۶

Al Qushayrī, Muslim bin Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, (Beirut: Dār Iḥyā' al Turath al 'Arabī, 1999), Ḥadīth # 2586

20 الطبری محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، دار التراث بیروت، طبع دوم، ۱۳۸۷ھ، ۴: ۱۰۰

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, (Beirut: Dār al Turāht al 'Arabī, 2nd Edition, 1387), 4:100

21 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اولی، ۱۴۱۰ھ، ۳: ۲۳۶

Muḥammad bin Sa'ad, *Al Ṭabqāt al Kubra*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st Edition, 1410), 3:236

22 الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۴: ۱۰۰

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, 4:100

23 محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۳: ۲۶۲

Muḥammad bin Sa'ad, *Al Ṭabqāt al Kubra*, 3:262

24 عمر بن شبۃ، تاریخ المدینۃ، ۳: ۸۹۲

'Umar bin Shibbah, *Tārīkh al Madīnah*, 3:892

25 ابن تیمیۃ، احمد بن عبد الحلیم، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم، دار عالم الکتب بیروت طبع سابع، ۱۴۱۹ھ، ۱: ۵۲۸

Ibn Taymiyyah, Aḥmad bin 'Abd al Ḥalīm, *Iqtiḍah al Ṣirāt al Mustaqīm li Mukhālafah Aṣḥāb al Jaḥīm*, (Beirut: Dār 'Ālam al Kutub, 7th Edition, 1419), 1:528

26 ایضاً، ۱: ۵۲۲

Ibid., 1:522

27 علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع خامس، ۱۴۰۱ھ، حدیث رقم: ۹۰۳۴

'Ali bin Ḥussām al Dīn, *Kanz al 'Ummāl fī Sunan al Aqwāl wal Af'āl*, (Beirut: Mo'assasah al Risālah, 1401), Ḥadīth # 9034

28 البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، طبع اولی، ۱۴۲۲ھ، حدیث رقم: ۳۷۰۰

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ism'āīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, (Dār Tawq al Nijjāh, 1st Edition 1422), Ḥadīth # 3700

29 قدامۃ بن جعفر، الخراج وصناعۃ الکتابۃ، ۱: ۲۷۳

Qudāmah bin Ja'far, *Al Khirāj wa Ṣanā'ah al Kitābah*, 1:273

30 ایضاً، ۱: ۲۷۳

Ibid., 1:273

31 الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۴: ۵۵

Al Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, 4:55

32 سورۃ المائدۃ، ۵۱

Sūrah Al Mā'idah, 51

33 ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم، ۱: ۱۸۵

Ibn Taymiyyah, *Iqtiḍah al Ṣirāt al Mustaqīm li Mukhālafah Aṣḥāb al Jaḥīm*, 1:185

34 ابن قیم، محمد بن ابی بکر، احکام اہل الذمۃ، رمادی للنشر، دمام، طبع اولی، ۱۴۱۸ھ، ۱: ۴۵۴

Ibn Qayyam, Muḥammad bin Abī Bakar, Aḥkām Ahl al Dhimmah, (Damam: Ramādī lil Nashr, 1st Edition,1418), 1:454

35 ایضاً، ۱: ۴۵۵

Ibid., 1:455

36 ایضاً، ۱: ۴۵۵

Ibid., 1:455

37 الشیبانی، احمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اولی، ۱۴۲۱ھ، حدیث رقم: ۲۲۱۶

Aḥmad bin Ḥambal, *Al Musnad,* (Beirut: Mo'assasah al Risālah, 1st Edition , 1421), Ḥadīth # 2216

38 البلاذری، احمد بن یحییٰ، جمل من انساب الاشراف، دار الفکر، بیروت، طبع اولی، ۱۴۱۷ھ، ۱۰: ۳۰۴

Al Baladharī, Aḥmad bin Yaḥyā, *Jumal min Ansāb al 'Arab*, (Beirut: Dār al Fikr, 1417), 10: 304

39 ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، الخراج، ۱: ۴۸

Abū Yūsuf, *Kitāb al Khirāj*, 1:48

40 الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۴: ۱۰۹

Al Ṭabarī, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, 4:109

41 ابن زنجویہ، الأموال، مرکز الملک فیصل للبحوث، سعودیہ، طبع اولی، ۱۴۰۶ھ، حدیث رقم: ۶۸۷

Ibn Zanjawyah, *Al Amwāl*, (KSA: Markaz al Malik Faisal, 1st Edition, 1406), Ḥadīth # 687

42 قدامہ بن جعفر، الخراج وصناعۃ الکتابۃ، ۱: ۲۷۳

Qudāmah bin Ja'far, *Al Khirāj wa Ṣanā'ah al Kitābah*, 1:273

43 الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۴: ۸۹

Al Ṭabarī, *Tārīkh al Rusul wal Malūk*, 4:109

44 ابو عبید، القاسم بن سلام، کتاب الاموال، حدیث رقم: ۳۹۰

Al Qāsim bin Salām, *Kitāb al Amwāl*, Ḥadīth # 390

45 البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، حدیث رقم: ۳۷۰۰

Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, Ḥadīth # 3700

46 ابو یوسف، الخراج، ۱: ۱۵۵

Abū Yūsuf, *Kitāb al Khirāj*, 1:155

[47] ایضاً، ا: ۱۴۸، ۱۴۹

Ibid., 1:148-149